ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

۱۸ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ
اتوار مطابق 19 جنوری 2025ء

بچوں کا اسلام

۱۱۷۰

پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین ہفت روزہ

فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟

قیمت: ۴۰ روپے

aci
Blood Bgone
Blood Stain Remover
خون کے دھبے مٹانے کا واحد اسٹین ریموور
LADIES WEAR | CLOTHING | BEDSHEETS | CARPETS / SOFA
Imtiaz پر دستیاب ہے

القرآن

افراط وتفریط والوں کی ندامت

وہ لوگ تباہ ہوئے جنھوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا، یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آن پہنچے گی تو کہیں گے ہائے افسوس! ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی (تفریط) اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے، سن لو! بہت برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائیں گے۔

(سورۃ الانعام: آیت ۳۱)

الحدیث

جماعت میں کوتاہی پر تنبیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض نمازوں پر بعض لوگوں کو غیر حاضر دیکھا تو فرمایا: ’’میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر اُن لوگوں کی خبر لوں جو جماعت کی نماز سے غیر حاضر ہوتے ہیں اور لکڑیاں جمع کر کے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔‘‘ (مسلم)

دستک

تحریر ارسال کرنے کا سلیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہمارے سبھی لکھاری قابلِ تعریف اور قابلِ حوصلہ افزائی ہیں کہ اپنے محبوب رسالے کو اچھی اچھی کہانیاں اور تحریروں کی صورت گویا آکسیجن مہیا کرتے ہیں، البتہ انسان کسی بھی کام میں کتنا ہی ماہر ہو، اسے اپنے کام میں مہارت کے ساتھ ساتھ اسے اپنے کام کو سلیقے سے پیش کرنا بھی آنا چاہیے۔ یہ بھی سیکھنے کی چیز ہے۔ ایک کم قیمت شے سلیقے کا سنگھار کر کے پیش کی جائے تو فوراً دل میں اتر جاتی ہے اور ایک فی نفسہ بہت ہی اچھی اور قیمتی شے اگر بد سلیقگی سے پیش کی جائے تو پہلی ہی نظر میں دل سے اتر بھی جاتی ہے۔

ہمارے کاموں میں یہ بات یعنی سلیقہ ہے یا نہیں، اس کا فیصلہ عموماً ہم خود نہیں کر پاتے۔ کیونکہ یہ ایسی شے ہے کہ اس کا اندازہ عموماً دور سے دیکھنے پر ہی اچھی طرح ہو پاتا ہے۔ ویسے بھی انسان اپنی چیز اور اپنی صلاحیت کے حوالے سے ذرا خوش فہم ہی واقع ہوا ہے، گویا وہی بات کہ اپنا بچہ تو سبھی کو اچھا لگتا ہے، سو بہر حال کسی ہمدم، کسی خیر خواہ، کسی بڑے کو ’دِکھانے‘ کی، ان کے مشورے اور اصلاح کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اب ہم وہ والے ’بڑے‘ تو ہرگز نہیں، البتہ پڑھنے لکھنے والے بہت سارے ’بچوں‘ کے چاچو، دادا، ماموں خالو وغیرہ ضرور ہیں، نیز بہت سارے ہم عمر ساتھیوں کے ہمدم دوست بھی ہیں، سو آج چند باتیں اسی سلسلے میں عرض کی جا رہی ہیں۔

دیکھیے بچوں کا اسلام کے لیے لکھنے والے دو قسم کے ہیں:

(۱) وہ جو صرف اِس حسین محفل میں شریک ہونا چاہتے ہیں اور خط، جواہرت سے قیمتی اور کتابوں سے اقتباسات وغیرہ ارسال کرتے ہیں۔ ہمارے یہ قارئین بھی بہت اہم ہیں بلکہ سچی بات ہے کہ یہی قارئین ہیں جو اپنے تبصروں سے مدیر اور کہانی کاروں کو مزید اچھا لکھنے پر ابھارتے اکساتے ہیں، یوں ایک متنوع اور خوبصورت رسالہ دراصل انھی کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔

(۲) دوسرے وہ جو باقاعدہ قلم کار بننا چاہتے ہیں اور کہانیاں بھیجتے ہیں۔ پہلی قسم کے لکھاریوں میں سے اکثر کو لکھنے میں کوئی خاص شد بد نہیں ہوتی، درجنوں خطوط اور تحریروں میں بتایا جاتا ہے کہ یہ پہلی تحریر یا پہلا خط ہے۔ ایسے قارئین چونکہ ابھی اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے، اس لیے اُن کی پھر رعایت بھی خوب کی جاتی ہے، لیکن وہ نو آموز لکھاری جو باقاعدہ کہانی کار بننا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے ہر فن کی طرح انھیں اس کے بھی کچھ آداب سیکھنے ہوں گے، اور پھر ایک ہے اپنے خیال کو ایک اچھی تحریر میں ڈھالنے کے آداب، وہ تو بارہا لکھے بتائے جاتے ہیں، ہمارے ہاں بھی کئی بار یہ سلسلے چل چکے ہیں، لیکن ایک اور شے ہے اور وہ ہے اپنی تحریر کو سلیقے سے مدیر/ قاری کے سامنے پیش کرنا۔ اُس پر بہت کم بات ہوتی ہے، اور اچھا خاصا دُکھ ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ بعض وہ لکھاری جو برسوں سے لکھ رہے ہیں اور جن کی تحریریں اور کہانیاں باقاعدگی سے رسائل میں شائع ہو رہی ہیں، وہ بھی ان آداب کا بالکل لحاظ نہیں کرتے۔

خیال آتا ہے کہ وہ شاید ایسا وقت بچانے کے لیے کرتے ہوں گے کہ بس تحریر لکھ دی تو اب باقی مغز ماری کون کرے؟ اس کے لیے مدیر ہے ناں! مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس سے ہمارا وہ کام کتنا بڑھ جاتا ہے جو درحقیقت ہمارا ہے ہی نہیں؟

اور پھر چونکہ ہیں تو ہم بندہ بشر ہی نیز بھلکڑ بھی اخیر درجے کے، سو پھر غلطیاں رہ بھی جاتی ہیں، اور تب آپ کے تلملاتے، پیچ وتاب کھاتے، بھنائے ہوئے خطوط آتے ہیں کہ مثلاً ’’ہم نے تو اپنا نام اتنا بڑا بڑا لکھ کر بھیجا تھا مگر آپ نے ہماری تحریر/ تبصرے پر لکھ دیا: نام نہ پتا!‘‘

دیکھیے! ہر مدیر چاہتا ہے کہ اس کے سامنے جو تحریر آئے وہ صاف ستھری خوش خط ہو، رموزِ اوقاف کا لحاظ رکھ کر لکھی گئی ہو، صفحات ترتیب سے جوڑے گئے ہوں، ان پر صفحہ نمبر بھی ہو نیز ہر تحریر پر لکھنے والے کا نام پتا بھی ہو۔ ویسے تو ہم نے عرض کیا ناں کہ کوئی نو وارد ہو تو مدیر خود اس کی رعایت کرتا ہے مگر مستقل لکھنے والوں کو تو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ کتابت اور تحریر بھیجنے کے یہ اصول نظر انداز کریں، اس لیے آج ہم اُن سے درخواست کر رہے ہیں کہ درج ذیل تھوڑے سے آداب کا لحاظ ضرور رکھیں:

ارے مگر ’ذیل‘ میں تو جگہ بچی ہی نہیں، سو اگلے ہفتے کا انتظار کریں۔ جو آداب ہم اگلے اتوار کو عرض کریں، انھیں غور سے پڑھیے گا اور ان پر عمل کیجیے گا، تب تک کے لیے اپنی تیار تحریریں ذرا روک کر رکھیے گا۔

جیتے رہیے، سرسبز وشاداب رہیے، آمین!

والسلام

محمد فیصل شہزاد

بنت نجم الدین۔ ڈیرہ اسماعیل خان

سرپرائز

خباب، خبیب اور صہیب نے تکبیرِ اولیٰ سے نماز پڑھ کر والدین کو دلی خوشی پہنچائی تھی۔ کھیل کے دوران میں جیسے ہی اذان ہوئی ان کی مسجد پہنچنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کرنا ان کے والدین کے لیے ایک خوبصورت منظر تھا۔ خباب نے میٹرک اور خبیب نے نویں میں اچھے نمبر حاصل کیے تھے۔ یہ دوسری خوشی تھی۔ تیسری خوشی خباب نے حفظِ قرآن کے دس پارے پورے کیے تھے اور صہیب نے مسنون حفظ کی سعادت حاصل کی تو ان کا ہدیہ تو بنتا تھا۔

ان کے والد عمر فاروق نے ان کے لیے ان کا پسندیدہ رنگ سفید سوٹ سلوایا۔ صہیب کی خواہش پر تینوں کے لیے عمامہ خریدا۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک ایسا تحفہ جو بچوں کی خوشی کو دوبالا کردے سرپرائز رکھا۔ حبیبہ کو کہا کل شام میں خوب اہتمام کرے، میں نے صبح نکلنا ہے کام سے اشاءاللہ شام تک واپسی ہوجائے گی۔

صہیب نے ضد کی ساتھ چلنے کی۔

''ارے بچو! تمھارے ہی لیے تو سرپرائز ہے، میں کیسے لے جاسکتا ہوں؟''

شام تک بچوں کے ساتھ ان کی امی بھی اسی سوچ میں تھی۔ کہاں جاسکتے ہیں، کیا سرپرائز ہوسکتا ہے؟ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی بات مخفی رکھی ہو۔

حبیبہ نے بریانی، شیر خرمہ، مٹن کڑاہی، شامی کباب بنا لیے۔ عشا کے قریب دروازے کے کھٹکھٹانے پر تجسس ختم ہوا۔ وہ سرپرائز واقعی سب کے لیے بہت بڑا تھا۔

بچے بے یقینی سے دیکھ رہے تھے اور پھر صہیب دادی اماں کہتا ہوا لپٹ گیا۔ حبیبہ بھی اپنے سامنے اپنی محسن عظیم ہستی ساس امی کو دیکھ کر خوشی سے بچھی جارہی تھی۔ دادی اماں کا ہاتھ تھام کر اندر لایا گیا۔

''بچو! پہلے تو تمھیں مبارک ہو بہت۔'' وہ تینوں کو پیار کرتے ہوئے بولیں۔

''آپ نے تو ہمیں واقعی بہت بڑا سرپرائز دیا ہے۔''

حبیبہ عمر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

دادی اماں اپنی عزت افزائی پر بہت خوش دکھائی دے رہی تھیں۔ بات یہ تھی عمر اور عثمان دو بھائی تھے، عثمان چھوٹا تھا وہ اپنی نوکری کی وجہ سے ان سے دور تھا تو ماں کو دونوں ہی نہ چھوڑتے تھے، دونوں کی بیویاں بھی اچھی تھیں، بچوں کے دل بھی دادی کی محبت سے لبریز تھے، ان کی محبت کا یہ شہد والدین کی تربیت تھی۔ دادی اماں چھ ماہ بڑے عمر اور چھ ماہ چھوٹے عثمان کے پاس گزارتیں اور ایک کے پاس عید الفطر گزارتیں تو دوسرے بیٹے کے پاس عید الاضحیٰ، ابھی دو ماہ پہلے ہی عثمان لے گیا تھا امی کو، عمر آمادہ نہ تھا۔ دادی اماں کے جانے پر کئی دن اداسی رہتی گھر میں، روز فون پر بات ہوتی، لیکن یوں ان کا اچانک آنا تو ان کے لیے واقعی سرپرائز تھا۔ عثمان کے سالے کی شادی تھی تو اس کی بیوی نے ایک ماہ کے لیے میکے جانا تھا۔ سسرال دور تھا روز کا آنا جانا نہیں ہوسکتا تھا۔ عمر کو پتا چلا تو عثمان سے فوراً کہہ دیا۔ امی کو میں لینے آجاؤں، اگر تمھاری اجازت ہو تو وہ اکیلی کیسے رہ پائیں گی۔

وہ بھی ماں کی تنہائی کی خاطر اجازت دینے پر آمادہ ہوگیا۔ یوں ان کا کام بھی بن گیا۔

''بچو! کیسا لگا میرا سرپرائز؟''

''بابا جان! بہت عمدہ، بلکہ ہمیں تو آپ سب کے تحفوں سے بڑھ کر دادی اماں کی یوں اچانک آمد کا تحفہ اچھا لگا۔'' خباب نے کہا۔

''اچانک کی خوشی۔'' خبیب بولا

''سب سے بڑی۔'' صہیب نے کہا تو عمر کے ساتھ دادی اماں بھی مسکرا دیں

☆☆☆

شمیم فاطمہ

حمد

مجھے جو میسر ہے تیری عطا ہے
ملا ہے مجھے جو بھی تو نے دیا ہے
بصارت عطا کی ہے آنکھوں کی تو نے
لہو بھی ہمارے جگر کو دیا ہے
یہاں سے وہاں تک تیری بادشاہی
یہاں اور وہاں جو بھی ہے سب ترا ہے
ہواؤں کو تو ہی چلاتا ہے مولا
گھٹاؤں کو مولا! تو ہی بھیجتا ہے
تو ہی جھولیاں اے خدا! بھر رہا ہے
دلوں کی تمنا تو ہی جانتا ہے
سبھی بے کسوں کا سہارا ہے تو ہی
سبھی غم کے ماروں کا تو آسرا ہے
چھپا ہے جہاں کی ہر اک شے میں تو ہی
تجھے کو بہ کو آدمی ڈھونڈتا ہے
جبیں تیرے آگے جھکا دی ہے مولا
تیرے سامنے ہاتھ پھیلا دیا ہے

☆☆☆

خط کتابت کا پتا: دفتر روزنامہ اسلام، ناظم آباد، کراچی bkislam4u@gmail.com, 021 366 099 83

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر بچوں کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 2000 روپے بیرونِ ملک ایک میگزین 25000 روپے دو میگزین 28000 روپے انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk

حافظ عبدالرزاق خان

دورِ نبوی میں کھیلوں کی کچھ جھلکیاں

مسجدِ نبوی کے صحن میں تیر اندازی کے مقابلے ہوتے تھے۔ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے تیر انداز تیار ہوئے۔
(معارف الحدیث)

ایک مشہور پہلوان رُکانہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کشتی ٹھہرائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ (معارف القرآن)

انصارِ مدینہ میں ایک صاحب دوڑ میں بڑے ماہر تھے، کوئی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ انھوں نے ایک دن اعلان کیا کہ ہے کوئی جو مجھ سے دوڑنے میں مقابلہ کرے؟ تو اس پر حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقابلہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔ پھر جب مقابلہ ہوا تو حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھ گئے۔
(معارف الحدیث)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی اور میرے کھیلنے والی گڑیا میرے ساتھ تھیں۔ (معارف الحدیث)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن وحدیث کے مشاغل میں تھک جاتے تو بعض اوقات عرب کے اشعار یا تاریخی واقعات سے دل بہلاتے۔
(معارف القرآن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب اپنے گھر کے کسی آدمی کو چوسر کھیلتے ہوئے دیکھتے تو اسے مارتے اور چوسر توڑ دیتے۔ (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک کبوتر کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان شیطان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ہشام اپنے دادا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کسی کے گھر گئے۔ وہاں کچھ لوگوں نے ایک مرغ کو نشانہ بنا کر رکھا تھا اور اسے پتھر مار رہے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار اٹھے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ تھا۔ انھوں نے طبلے کی آواز سنی تو انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں اور وہاں سے سرک گئے۔ اور تین بار ایسا ہی کیا، پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔ (ابن ماجہ)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بار شام والوں کی طرف یہ تحریری فرمان جاری کیا کہ لوگ اپنی اولاد کو نشانہ بازی اور گھڑ سواری سکھائیں اور قریب قریب نشانہ لگانا بھی سیکھیں۔ (صحیح مسلم)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں آتا ہے کہ وہ شکار کھیلا کرتے تھے۔
(روضۃ الطالبین)

حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے جب اپنے والد محترم سے انھیں اپنے ساتھ سیر وتفریح پر لے جانے کی اجازت چاہی تو انھوں نے اجازت مرحمت فرمادی۔
(معارف القرآن)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھتیجا ان کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کسی کنکر کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اس نے دو انگلیوں کے درمیان کنکر رکھ کر پھینکے تو انھوں نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور حدیث سنائی کہ یہ کنکری کوئی شکار نہیں کرتی اور نہ کسی دشمن کو دفع کرتی ہے بلکہ (غلطی سے کسی کو لگ جائے تو) دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔
(ابن ماجہ)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گھوڑوں کو اضمار (سدھانے) کے بعد مقام حیفاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا یعنی گھڑ دوڑ کرائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں میں بھی دوڑ کرائی جو تیار (سدھائے اور تربیت یافتہ) نہیں تھے۔ ان کے دوڑ کی حد ثنی سے مسجد بنی زریق تک تھی۔

وضاحت:

۱۔ حفیاء سے ثنی الوداع تک چھ میل کا فاصلہ تھا اور ثنی الوداع سے مسجد بنوزریق تک ایک میل۔ یعنی اتنا فرق ہوتا تھا تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں میں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسابقہ ومقابلہ مشروع اور جائز ہے، کیونکہ اس سے ایسی مشق ہوتی ہے جن سے جنگ وغیرہ میں اچھے مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔

۲: اضمار سے مراد گھوڑوں کو سدھانا ہے۔ یعنی تضمیر شدہ وہ گھوڑے کہلاتے تھے جنھیں دوڑ کے لیے خصوصی طور پر تیار کیا جاتا تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ کچھ عرصے کے لیے انھیں خوب کھلا کر موٹا تازہ کر لیا جاتا تھا پھر بتدریج خوراک کم کی جاتی تھی اور اسے ایک بند کمرے میں داخل کر دیا جاتا اور اس پر جل وغیرہ دے دیے جاتے پھر اسے بھوکا رکھا جاتا تا کہ بکثرت پسینہ آنے سے اس کے جسم سے فالتو چربی ختم ہو جائے۔ نتیجتاً وہ مضبوط اور سخت جسم والا بن جاتا۔ خوب دوڑتا اور دوڑنے سے پسینہ نہ آتا تھا اور نہ سانس چڑھتا تھا۔ اور جنگ میں بہت مفید ثابت ہوتا تھا۔ نیز جانوروں کو سدھانے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے ان کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جاسکتا ہے جس میں اُن کے لیے زیادہ مشقت اور تکلیف کا پہلو ہو جیسا کہ تضمیر کے لیے بھوکا رکھنا اور کمرے میں بند رکھنا وغیرہ۔

☆☆☆

فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟

کہانی: What's going on in Palestine
مصنف: Zanib Mian
مترجم: محمد الیاس نواز

میرا نام الیاس ہے۔ میرا مختصر تعارف یہ ہے کہ مجھے جانوروں سے محبت ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ مرغی نے میری گود میں بیٹ کر دی تھی۔ مجھے کھیلنے میں ویڈیو گیم اور کھانے میں پیزا بے حد پسند ہیں۔ میرے لیے بہترین دن وہ ہوتا ہے جب دونوں چیزیں مجھے ایک ساتھ مل جائیں۔ میری ایک چھے سالہ بہن ''آسیہ'' ہے جو چوری چھپے شرارتیں کرتی رہتی ہے اور ایک تین سالہ بھائی ''یوسف'' ہے جو بہت چپکو ہے۔ میری والدہ آرٹ بنا کر فروخت کرتی ہیں اور والد کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

☆☆

میں جس کو دیکھتا ہوں، گزشتہ ہفتے سے وہ ایک ہی موضوع پر بات کر رہا ہے اور وہ ہے فلسطین اور اسرائیل۔

میری امی جان اپنے فون پر ویڈیوز دیکھ دیکھ کر آبدیدہ ہوتی رہتی ہیں اور میرے والد کو خبریں دیکھ دیکھ کر غصہ آتا رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صحافی بڑے متعصب ہیں۔

ایک خلائی جہاز بنانے کے لیے جتنا کچھ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ میں فلسطین کے بارے میں جان چکا ہوں، کیونکہ یہ وہ واحد موضوع ہے جس پر اِن دنوں ہمارے گھر میں سب سے زیادہ بات کی جا رہی ہے۔ ایک دن میں نے اپنی والدہ سے پوچھا: ''امی! آخر فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟''

امی ابو کے تاثرات ایسے ہو گئے جیسے وہ کچھ کہنا چاہتے ہوں مگر وہ کہنا بہت مشکل ہو، اتنا مشکل جتنا کہ یوسف کا سر دھلانا......!

کیونکہ یوسف کو اپنے سر پر پانی ڈالنا بالکل پسند نہیں ہے۔

امی جان نے ایک آہ بھری، پھر بولیں: ''بیٹا! فلسطین کی کہانی بہت پرانی ہے۔''

ابو جان بولے: ''ہاں ہمیں بچوں کو وہاں سے بتانا چاہیے جب انبیاء کرام نے فلسطین میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی۔ ایک مقدس سرزمین کہ جس کا ذکر قرآن میں کئی بار آیا ہے۔''

''اوہ، بے شک!'' امی نے کہا۔ ''مسجد اقصیٰ، مکہ مکرمہ میں واقع مسجد الحرام کے بعد وہ واحد مسجد ہے جس کا ذکر قرآن میں نام لے کر کیا گیا ہے۔ وہ یروشلم میں واقع ہے جو یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے بھی مقدس مقام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اقصیٰ کو تعمیر کیا، پھر حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تعمیر نو کی اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تعمیر کو مکمل کیا۔ وہ بہت بابرکت مقام ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''برکت کے لیے صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے۔ میری مسجد (مدینہ)، مسجد الحرام (مکہ)، اور مسجد الاقصیٰ۔''

''اوہ، ٹھہریے!'' میں نے کہا۔ ''وہی جگہ ناں؟ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسراء اور معراج کے لیے تشریف لے گئے تھے؟ رات کا وہ سفر جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے؟''

''جی ہاں بھائی! یہ میرا پسندیدہ قصہ ہے، لیکن آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایک چھوٹا سا واقعہ تو بتانا بھول گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔''

آسیہ زبان نکال کر مجھے دکھاتے ہوئے بولی۔

''ہاں، ٹھیک کہا۔'' امی جان مسکراتے ہوئے بولیں۔ ''تو اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ الاقصیٰ مسلمانوں کے لیے کتنی اہم ہے؟''

ابو جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''ہاں وہاں نماز پڑھنے کا ثواب باقی جگہوں سے پانچ سو گنا زیادہ ہے، سوائے مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے۔''

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے تین مقدس مقامات ہیں۔ مسجد الحرام جہاں کعبۃ اللہ ہے، مسجد نبوی اور مسجد الاقصیٰ؟'' میں نے پوچھا۔

''بالکل ٹھیک بیٹا۔''

''چلیے ٹھیک ہے مگر آپ اب یہ بتائیے ناں کہ اس وقت ہمارے زمانے میں وہاں کیا ہو رہا ہے؟'' میں نے بے تابی سے پوچھا۔

تجسس کے مارے آسیہ کا بھی منہ کھلا ہوا تھا اور وہ اپنی کرسی کے کنارے پر ٹکی ہوئی سننے کی منتظر تھی۔

اس بار امی جان نے بولنا شروع کیا تو ان کی آواز میں عجیب سی اداسی تھی:

''ہاں ہم وہ بدنصیب ہیں کہ ہمارے زمانے میں اس مقدس سرزمین پر ایک سفاک ظالم نے قبضہ کر لیا ہے۔''

''اس کا کیا مطلب ہے؟'' آسیہ نے تذبذب کے مارے ناک ٹیڑھی کرتے ہوئے پوچھا۔ ''میں نے تو ''قبضے'' کا لفظ صرف بیت الخلا کے لیے سنا ہے، ملک کے لیے نہیں۔''

میں نے کہا۔ ''جی امی! ایک ملک پر قبضہ کیسے ہوتا ہے؟''

امی مسکرائیں۔ انھیں احساس ہو گیا کہ وہ اس وقت تک ہمیں کچھ نہیں بتا پائیں گی جب تک کہ ہم قبضے والی بات نہ سمجھ لیں، وہ بولیں۔ ''یہ مسلح طریقے سے ہوتا ہے۔''

''آپ کا مطلب ہے فوج کے ذریعے؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں زمینی اور بحری فوج۔'' ابو نے بتایا۔

''اسلحے کے ذریعے ایک ملک کی فوج دوسرے ملک کی زمین پر قابض ہو جاتی ہے، اور تم نے دیکھا کہ فلسطین پر اسرائیلی فوج مسلط ہے، جس کا وہاں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قبضے کے نتیجے میں ہمارے فلسطینی بھائی تباہ کن بمباری کا سامنا کر رہے ہیں۔ ان کی زمین اور گھروں پر قبضہ ہو چکا ہے۔ خاص طور پر غزہ شہر کے رہائشی گزشتہ سترہ برسوں سے سخت محاصرے میں ہیں۔ ان کی بجلی، پانی اور نقل و حرکت محدود کر دی گئی ہے۔ وہ نہ تو وہاں سے نکل سکتے ہیں اور نہ ہی انھیں بنیادی حقوق حاصل ہیں۔''

''یہ تو بالکل بھی درست نہیں ہے۔'' میں احتجاجاً اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ ''کوئی کچھ کرتا کیوں نہیں؟ کیا انھیں ایسا کرنے کی کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے؟''

''بالکل نہیں۔'' ابو جان بولے۔ ''فلسطین پر قبضے کو بین الاقوامی سطح پر ایک غیر قانونی قبضہ تسلیم کیا گیا ہے اور مقبوضہ فلسطینی زمین پر تعمیر کی گئی یہودی بستیوں کو بھی غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔''

''ٹھہریے، تو کیا یہ یہودی مسلم تنازعہ ہوا؟'' میں نے پوچھا۔

''نہیں، بالکل نہیں۔ یہ اسرائیلی صہیونی حکومت ہے جو فلسطینیوں کے خلاف ان جرائم میں ملوث ہے۔ بہت سارے یہودی اس ظلم کے سخت مخالف بھی ہیں جو اسرائیل فلسطین میں کر رہا ہے۔ اسی طرح بہت سے فلسطینی عیسائی بھی اس کے خلاف ہیں۔''

ابو جان نے وضاحت کی۔

''اوہ، ٹھیک ہے، کیونکہ میری جماعت میں ''رابن'' ایک یہودی ہے اور وہ ایک اچھا انسان ہے۔'' میں نے کہا۔

''یہ تو بہت اچھی بات ہے میرے پیارے بچے! یہ بات ہمیشہ تمھارے ذہن میں رہنا چاہیے کہ اسرائیلی حکومت کی مخالفت کرنے اور اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کی حمایت کرنے کا مطلب ہرگز عام یہودیوں کے خلاف ہونا اور بدلے میں اُن پر ظلم ڈھانا نہیں ہے۔ یہودی اہل کتاب ہیں یعنی تورات کے ماننے والے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے پیغمبر تھے۔''

اسی لمحے یوسف نے امی کی توجہ حاصل کرنے کے لیے بلو بیری والے دہی کا کٹورا دیوار پر دے مارا۔ امی چیخ مار کر اس طرف دوڑیں اور یوسف کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی جیسے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہو۔

ابو جان بتانے لگے: ''1948ء میں اسرائیل نے آٹھ لاکھ فلسطینیوں کو اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ آٹھ لاکھ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اگر آٹھ لاکھ افراد قطار میں کھڑے ہو جائیں تو وہ قطار لندن میں واقع ہمارے گھر سے اسکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرگ تک جائے گی۔ یعنی اتنی بڑی تعداد کو اپنی زمین اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور آج بھی انھیں واپس آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اُس وقت ساڑھے چار سو دیہاتوں کا صفایا کر دیا گیا تھا اور تقریباً پندرہ ہزار فلسطینی شہید کر دیے گئے تھے۔ اس عظیم ظلم کو ''نکبہ'' کہا جاتا ہے۔ اور پھر 1967ء میں اسرائیل نے ایک اور جنگ شروع کر کے غزہ اور مغربی کنارے پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کی افواج نے یروشلم پر حملہ کیا اور مقدس سرزمین الاقصیٰ کا اختیار سنبھال لیا۔

مغربی کنارہ: یہ وہ علاقہ ہے جہاں یہودی بستیاں تعمیر کی گئی ہیں۔

یروشلم: جہاں مسجد الاقصیٰ واقع ہے اور یہاں اسرائیلی افواج کا قبضہ ہے۔

غزہ: اس چھوٹی سی پٹی میں 2.3 ملین افراد رہتے ہیں۔ گزشتہ سترہ سالوں سے یہاں کے لوگ یہیں تک محدود ہیں۔ ان کے آنے جانے پر پابندی ہے اور ان کی بجلی، پانی بھی محدود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں خوراک اور ایندھن کی قلت ہے اور لوگ انتہائی غریب ہیں۔ اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد وہاں موجود ہے جو آبادی کا تقریباً نصف ہیں۔ 1967ء میں مزید تین لاکھ فلسطینی اپنے گھروں سے محروم ہو گئے۔ بنیادی طور پر گزشتہ پچھتر برسوں سے فلسطینی عوام نے جتنا کٹھن وقت گزارا ہے، اگر اس کو سامنے رکھا جائے تو مجھے آپ کا تو نہیں پتا مگر میرے نزدیک وہ سپر ہیروز کی طرح ہیں۔ دنیا کے سب سے مضبوط لوگ۔

اسکول میں ہم نے ''نیلسن منڈیلا'' کے بارے میں پڑھا کہ کس طرح انھوں نے جنوبی افریقا میں نسلی تعصب کے خلاف جدوجہد کی۔ ہمارے استاد نے بتایا کہ ایک ہی جگہ بسنے والی قوموں میں سے اگر کسی کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جائے یا ان کے لیے الگ قوانین بنائے جائیں تو اسے نسلی تعصب کہا جاتا ہے۔ نیلسن منڈیلا نے جب نسلی تعصب کے خلاف جدوجہد شروع کی تو انھیں دہشت گرد کہہ کر جیل میں ڈال دیا گیا اور اب، جیسا کہ میں نے بتایا کہ ہمیں اسکولوں میں ان کے بارے میں بتایا جاتا ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ ایک انقلابی تھے۔ انھوں نے کہا تھا:

'ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ فلسطینیوں کی آزادی کے بغیر ہماری آزادی ادھوری ہے۔'
''اور پتا ہے کیا؟'' ابو نے رک کر ہمیں مخاطب کیا: ''ہر منصف مزاج شخص اور ادارہ بجا طور پر اسرائیل کو ایک نسل پرست ریاست سمجھتا ہے جیسے:

☆ ایمنسٹی انٹرنیشنل۔

☆ ہیومن رائٹس واچ۔

☆ اقوام متحدہ کے ماہر۔

☆ اور اسرائیل کی اپنی جاسوس ایجنسی کا سابق سربراہ بھی۔''

''ٹھہریے ابو! یہ اقوام متحدہ کیا ہے؟''

یہ ایک ایسی تنظیم ہے جس میں دنیا کے تقریباً سارے ممالک شامل ہیں۔ یہ مختلف ممالک کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کرنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ جنگ کی نوبت نہ آئے۔ بعض اوقات یہ لڑائی کی روک تھام کے لیے اپنے دستے بھی بھیجتے ہیں۔''

پھر ابو جان نے مزید بتایا کہ فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی کو کچلنے کے لیے اسرائیل کے پاس ہر قسم کے دفاعی آلات سے لیس ایک مضبوط فوج موجود ہے، جس میں ٹینک اور جاسوسی ایجنسی بھی شامل ہے جسے ''موساد'' کہا جاتا ہے مگر دوسری طرف فلسطینیوں کے پاس ان سب چیزوں کے لیے بالکل پیسے نہیں ہیں۔ وسائل نہ ہونے کے باوجود اگر وہ اپنی آزادی کے لیے کھڑے رہنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ہرگز کوئی برابر کی لڑائی نہیں ہے اس کے باوجود وہ لوگ ہار نہیں مانتے اور ظلم کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہیں۔

آسیہ اور میں تو یہ سب سن رہے تھے جبکہ امی جان یوسف کی مناسب گوشمالی کر کے اب دیوار سے بلو بیری والا دہی صاف کر رہی تھیں۔ جو کچھ ابو ہمیں بتا رہے تھے، وہ امی جان بھی سن رہی تھیں۔

وہ وہیں سے بولیں: ''فلسطین پر قبضہ ہوئے برسوں گزر گئے، مگر فلسطینی مسلسل مزاحمت

جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات وہ یہ کام پرامن انداز میں کرتے ہیں مثلاً مارچ وغیرہ کرکے مگر جب ان پر ظلم کی انتہا ہوجاتی ہے تو وہ قوت کے ساتھ بھی مقابلہ کرتے ہیں۔ آج فلسطین میں ہر جگہ تشدد ہورہا ہے۔ لوگ مشکلات کا شکار ہیں اور دنیا دیکھ رہی ہے۔ دنیا کے اکثر لوگ اس اذیت سے واقف نہیں تھے جو فلسطینی عشروں سے برداشت کرتے آرہے ہیں، مگر اب انھیں اندازہ ہورہا ہے کہ اسرائیل کس طرح فلسطینیوں کے خلاف جنگی جرائم کا مرتکب ہورہا ہے۔ اسرائیلی حکومت نے پانی، خوراک، ایندھن، بجلی اور ادویات کی ترسیل مکمل طور پر روک دی ہے۔ ہر وہ چیز جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہے، اسے روک کر نہ صرف بمباری کی جارہی ہے۔ ہزاروں بے گناہ مسلمان شہید ہوچکے ہیں اور لاکھوں لوگ اپنے گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ ہزاروں بچے بھوک کے پیاسے ہیں اور ان میں سے جو زخمی ہوگئے، انھیں علاج تک میسر نہیں، حتیٰ کہ اسپتالوں اور مساجد تک پر بمباری کی جارہی ہے جو کہ جنگی جرم ہے اور عالمی قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔''

آسیہ خوف زدہ ہوکر ابو کے پہلو سے لگتے ہوئے بولی: ''ابو کیا بچے مرگئے؟''

''بیٹا وہ اللہ میاں کے پاس اپنے جنت والے گھروں میں چلے گئے ہیں، میری پیاری بیٹی! اللہ کا حکم ہے کہ ہم انھیں ہرگز مردہ نہ کہیں۔ وہ وہاں زندہ ہیں اور ہم یہاں سے انھیں دیکھ نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تمام ضروریات پوری کی جارہی ہیں۔''

ابوجان کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں اور آواز بھرا گئی تھی۔

مجھے اچانک یوں لگا جیسے ابھی قے ہوجائے گی۔ میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وہاں ایسا ظلم ہورہا ہے۔ امی جان جو واپس آکر بیٹھ گئی تھیں۔ میں ان کے قریب ہوگیا۔ وہ میرے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہنے لگیں:

''میں جانتی ہوں کہ جیسا وحشیانہ ظلم ہورہا ہے ان کے بارے میں سننا کتنا مشکل ہوتا ہے مگر میں چاہتی ہوں کہ تم یہ جان سکو کہ اللہ رب العزت اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ یاد ہے ناں؟ جب فرعون کی بیوی حضرت آسیہ پر ظلم کیا جارہا تھا کہ وہ نہ صرف اس کے خلاف ہوگئی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت میں بنا اُن کا گھر دکھا کر تسلی دی تھی جسے دیکھ کر وہ مسکرا دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ مظلوموں کے ساتھ ہے بیٹا۔''

اسی لمحے ابوجان اچانک پرجوش ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے:

''میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم سب اور خصوصاً آپ بچے کیا کرسکتے ہیں؟

ایک تو ہمیں بحیثیت مسلمان ہمیشہ مظلوموں کے حق میں کھڑا ہونے کا عزم کرنا ہوگا، پھر چاہے وہ مظلوم مسلمان ہو یا غیر مسلم، مثال کے طور پر جب تم کھیل کے میدان میں کسی کو دھونس جماتے ہوئے دیکھتے ہو تو اپنے دل میں بے اطمینانی محسوس کرتے ہو۔ تم اسے پسند نہیں کرتے، تمھیں بُرا لگتا ہے اور تمھاری خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح اس ناانصافی کو روکیں۔ اسی طرح دنیا بھر کے ممالک میں اِس وقت فلسطین کے حق میں پرامن احتجاج کیے جارہے ہیں تاکہ اپنی حکومتوں کو بتایا جاسکے کہ ہم اسرائیل کی طرف سے کیے گئے جنگی جرائم کے خلاف ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ فلسطین پر سے غیر قانونی قبضہ ختم کرایا جائے۔ لاکھوں افراد نے اپنے شہروں کی سڑکوں پر احتجاج کیا کیونکہ انسانوں کی اکثریت تو اچھی ہے اور اتنے بڑے ظلم کو خاموشی سے کھڑے ہوکر نہیں دیکھ سکتی۔ انسانوں کی اکثریت یہ جانتی ہے کہ اس طرح کے تشدد سے کبھی مسائل حل نہیں کیے جاسکتے، اس لیے لوگوں کی اکثریت اسے روکنا چاہتی ہے۔''

ابوجان بولتے بولتے کچھ دیر رکے، پھر کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوئے:

''ہمیشہ ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کے عزم کے ساتھ ساتھ دوسری چیز یہ ہے کہ ہم سچے دل سے اللہ رب العزت سے دعا مانگتے رہیں کیونکہ وہی تمام قوتوں اور اختیارات کا مالک ہے۔ ہم عمل کریں گے مگر اس میں برکت اور خیر اللہ رب العزت ہی کی طرف سے آتی ہے۔ ہم دعا کریں گے کہ اللہ میاں جی! جہاں بھی لوگ مظلوم ہیں، سب کی مدد فرما۔

اس کے علاوہ آپ بچے اپنے والدین کے ساتھ مل کر اس حوالے سے اپنی حکومت کو خط لکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح اپنے حلقے کے ایم۔این۔اے، ایم۔پی۔اے یا سینیٹر کو لکھ سکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے حکمرانوں کو مشورے دے سکتے ہیں کہ برسوں سے ظلم کا شکار لوگوں کے لیے انھیں کیا کرنا چاہیے۔

بچے اپنے والدین کے ساتھ فلسطین کے حق میں ہونے والے پرامن احتجاجی پروگرامات میں شریک ہوسکتے ہیں۔ جب ہمارے مظلوم فلسطینی بھائی یہ سنتے ہوں گے کہ ان کا حوصلہ بلند رکھنے اور ان کے حق میں آواز اٹھانے کے لیے لاکھوں لوگ سڑکوں پر نکلے ہیں تو وہ کیا محسوس کرتے ہوں گے۔

اس کے علاوہ بچو! آپ نے ابھی فلسطین کے بارے میں جو کچھ سنا اور جانا، اسے دوسروں کو بتائیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہورہا ہے اس کے بارے میں سب کو معلوم ہو تاکہ وہ بھی اسے روکنے کی کوشش کریں، بالکل آپ کی طرح۔

اس کے علاوہ ہم فلسطینی پرچم والے بیج اور اسٹیکر لگا سکتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ یک جہتی کا علامتی اظہار بھی ہو۔ اپنے بڑوں سے کہیے کہ وہ بھی پرچم لگائیں۔

اس کے علاوہ چابیوں کے چھلے، ٹی شرٹیں، تصاویر، آرائشی اشیا اور ہر وہ چیز تیار کیجیے جس سے فلسطین میں ہونے والے مظالم کی عکاسی کی جاسکے۔ آپ اس طرح کی چیزیں بنا کر فروخت بھی کرسکتے ہیں اور اس سے حاصل ہونے والی رقم سے فلسطینیوں کی مدد کرسکتے ہیں۔ ہم غزہ فنڈ میں رقم جمع کرواسکتے ہیں اور غزہ کے لیے آرٹ ورک کی نمائش کرانے پر کسی کو مالی معاونت کے لیے تیار کرسکتے ہیں۔

آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اب ہم میں سے کسی کو فضول کھیل نہیں کھیلنے۔ اب میں کتاب لکھوں گا اور تمھاری امی عمدہ تصاویر بنائیں گی جن سے ہونے والی آمدنی ہم غزہ فنڈ میں بھیجیں گے۔ بھئی میں تو اپنا کام آٹھ لاکھ میں فروخت کروں گا، فلسطینیوں کی یہی وہ تعداد تھی جو 1948ء میں بے گھر ہوئی تھی۔

اگر آپ خریدنا چاہیں تو ضرور مجھ سے رابطہ کیجیے۔ ساری رقم غزہ جائے گی۔

☆☆☆

اٹلانٹس پبلیکیشنز کتاب میلہ

اشتیاق احمد کے ناولز کے اوریجنل ایڈیشن

30 فیصد ڈسکاؤنٹ 28 فروری تک

پیکٹ کا راز	300/-	خطوط کا فریب	300/-	کانسی کا مجسمہ	300/-	آخری جھٹکا	300/-	دو تیر ایک شکار	300/-	نیلا خون	200/-
پیکٹ کاراز (رومن)	300/-	گمنام ہمدرد	300/-	خاموش ہتھیار	300/-	مٹیشا کی آمد	300/-	گھناؤنا کھیل	300/-	مجرم کا چہرہ	200/-
ان کے کارنامے	300/-	سازش کا شکار	300/-	اندھا ظلم	300/-	مٹیشا کی واپسی	300/-	بھوت محل	300/-	جمشید کی شکست	350/-
چھپا رستم	300/-	بوڑھا چہرہ	300/-	شوبرا ساحل	300/-	ہزار سال کا شہر	300/-	خطرے پہ خطرہ	300/-	فاروق کی روح	300/-
شیشے کا بکس	300/-	حویلی کا اسرار	300/-	حاتم کا بچہ	300/-	جی موف کا وار	650/-	قاتل کے بال	300/-	پروفیسر ولاسکی	400/-
تہہ خانے کا راز	300/-	ہیٹ والا	300/-	ہنگاموں کا شہر	300/-	گینڈا گروہ	650/-	جرم کی آواز	310/-	شتر مرغ کا اغواء	450/-
بھوت کا شکار	300/-	نوٹ بک	300/-	کس کا ہاتھ	300/-	بمٹالی کا میدان	650/-	جرم کی موت	330/-	انجانی طاقت	630/-
فرضی چور	300/-	وادیٔ مرجان	300/-	قانونی کھیل	300/-	جی موف کی واپسی	600/-	چوری کا ہنگامہ	300/-	واردات کا اسرار	630/-
زہریلے چاکلیٹ	300/-	ریچھ نُما آدمی	300/-	سی مون	300/-	جمشید کی واپسی	550/-	دعوت کا بھوت	300/-	چاند کی لاش	450/-
بے آواز دھماکے	300/-	چائے کا کپ	300/-	لڑکی کا چہرہ	300/-	سو فیصد جیرال	600/-	موت کا سفر	300/-	جیرال تین	450/-
پانچ قدم پر موت	300/-	کار کی تلاش	300/-	مقدس آگ	300/-	جمشید پر کیس	600/-	جان لیوا مخلوق	310/-	بے تکی وارداتیں	630/-
حاتم کا باپ	300/-	ہیرا دیوی	300/-	سابونی کے غلام	300/-	سانپ کی آستین	650/-	منصوبہ ساز	310/-	گھریلو شکار	400/-
ڈاکو کا وار	300/-	انوکھی چال	300/-	مہنگی سیر	300/-	جمشید کا وار	650/-	خوف کی قید	310/-	سازش کا تیر	400/
طوطے کی موت	350/-	چال کا جواب	300/-	موت کا تجربہ	300/-	ایجاد کا خون	300/-	صرف ایک گولی	350/-	ریاست کا مجرم	400/-
انوکھی چوری	300/-	نیلاب پُل	300/-	ملک کا دماغ	300/-	فریبی مجرم	300/-	فائل 119	310/-	نقلی گھرانہ	400/-
پارسل میں بم	300/-	آخری تصویر	300/-	مردے چور	300/-	چھوٹا مجرم	300/-	شیطانی طاقت	350/-	مردے کی چوری	400/-
پراسرار خط	300/-	زخمی	300/-	چیخ کا قتل	300/-	زندہ مقتول	650/-	چالاک	310/-	سبران کا بھوت	400/-
جیل سے فرار	300/-	جرم کا راستہ	300/-	ظہور کا اغوا	300/-	خونیں ڈرامہ	300/-	کیسی وارداتیں	350/-	لاش کا قتل	420/-
جراب کا ہنگامہ	300/-	ستاروں کا کھیل	300/-	ناسور	300/-	فراڈ	300/-	چوریاں	350/-	جرم کی لڑی	500/-
تجوری کے چور	300/-	سیاہ فام	300/-	غلط آدمی	300/-	شہزادے کا اغوا	300/-	سرجال کی روح	310/-	قاتل کا شکار	400/-
انگوٹھی کا راز	300/-	کھردری آواز	300/-	موناکا کے قیدی	300/-	عیار	300/-	قاتل	310/-	پاگل واپسی	400/-
عمارت میں بم	300/-	انشارجہ کا جاسوس	300/-	موناکا کے دیس میں	300/-	آگ ہی آگ	300/-	قتل کی دعوت	300/-	ریشمی پرچھائیں	400/-
قاتل قصبہ (پیتل کا مجسمہ)	300/-	موت کی مشین	300/-	گیند کا طوفان	300/-	چور دروازہ	300/-	فارمولے کی واپسی	300/-	سورانو کا قتل	430/-
لفافے کا راز	300/-	منصوبے کا قاتل	300/-	قاتل خاکہ	300/-	اُڑتی لاش	300/-	چابی+خط	300/-	پرہول مہم	400/-
گھناؤنا کیمپ	300/-	بہت بڑی بلا	300/-	انوکھا روپ	300/-	سب سے بڑا ڈاکا	300/-	بھوت کی چوری	300/-	قلعہ نما مکان	400/-
کالا طوفان	300/-	اوچھا وار	300/-	انسانی کنواں	300/-	مجرمانہ قدم	300/-	جونٹ	300/-	ناٹی شاٹی	400/-
اندھی قید	300/-	پستول والا	300/-	باغی کیمپ	300/-	کہانی کے مجرم	300/-	فائل کا دھماکا	200/-	شیشے کی سازش	400/-
خوفزدہ آدمی	300/-	سرپھرے	300/-	سیاہ اموات	300/-	خوف کی بستی	300/-	بلیک گولڈ	200/-	ایجاد کے دہشتگرد	400/-
جنگل کا قانون	300/-	کالا کنواں	300/-	کیسے کیسے سانپ	300/-	ڈرامے کی آگ	300/-	ہمشکل سازش	200/-	آسمانی آوازیں	450/-
خونی پہاڑیاں	300/-	غلام وادی	300/-	نامعلوم سائنسدان	300/-	زندہ قبرستان	300/-	مجرم منصوبہ	200/-	قتل کا خون	400/-
لنگڑی سازش	300/-	غریب ہیرے	300/-	کالا چور	300/-	قبرستان کی موت	300/-	دائرے میں خوف	200/-	خونخوار ساحل	400/-
خونی کیمپ	300/-	بھیانک رُوپ	300/-	دوزخی مجرم	300/-	وار پر وار	300/-	چالباز	200/-	سمندر کا ہنگامہ	400/-
دوسری عدالت	300/-	بدنصیب ہوٹل	300/-	خونی خزانہ	300/-	راڈیا کا قتل	300/-	ہیرو کا دشمن	200/-	انگلی کا خوف	400/-
خونی تجربہ	300/-	چاٹ کا چکر	300/-	آٹھواں آدمی	300/-	یقینی خطرہ	300/-	اندھیرے کے سوداگر	200/-	مڈاس اور برازیہ	400/-
مخلص قاتل	300/-	مجرم کی دعوت	300/-	ٹرین کی تلاش	300/-	قیدی کا اسرار	300/-	پرانے شکاری نیا جال	200/-	سیاہ کہانی	400/-
قلمی مہمان	300/-	سازشی مہربان	300/-	نیلا گھوڑا	300/-	دوہرا روپ	300/-	قتل کی پیشکش	200/-	ژال منصوبہ	400/-

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز کے ناول

انسپکٹر جمشید کا اغوا	400/-
کٹی ہوئی اُنگلی	400/-
نواب پور کا محل	450/
تخت یا تختہ	450/-
آخری جیرال	580/-
لمحے کی موت	630/-
موت گھر	630/-

انسپکٹر کامران مرزا سیریز

آستین کا سانپ	300/-
سُرخ تیر	890/-

شوکی سیریز

انڈونیشیا کا ہوّا	300/-
گڑھے میں لاش	300/-
وار	300/-
نیلی روشنی	300/-
فون کی چوری	240/-

عمران سیریز

عِمران کی واپسی	400/-

اشتیاق احمد کے ادبی ناول

آدھی بیوی	490/-
زخم مسکرائے	680/-
جنونی	2290/-

میری کہانی 1080/-
اشتیاق احمد کی مفصل آپ بیتی

متفرق ناولٹ

جاسوس کہیں کا	350/-
احمق کہیں کا	200/-
مصنف کہیں کا	200/-
حملہ	200/-
ڈاکو اور ڈاکٹر	200/-
دوستی کا چور	200/-
آخری امتحان	200/-
فراڈیے	210/-
بے داغ منصوبہ	210/-
بیٹے کی قیمت	210/-
موت کا گڑھا	210/-

اشتیاق احمد کی کہانیوں کے مجموعے

قندیل کہانیاں	720/-
تعلیم و تربیت کہانیاں I	790/-
تعلیم و تربیت کہانیاں II	1090/-
نونہال کہانیاں I	790/-
نونہال کہانیاں II	890/-

ننھی منی کہانیاں

بھوت اور شیر	60/-
دو موتیوں کا تحفہ	60/-
خوفناک آدمی	60/-
ننھا منا کارنامہ	60/-
شریر میاں	60/-
شرارت کا بدلہ	60/-

اشتیاق احمد کا ماہنامہ چاند ستارے

شمارہ نومبر	1988	390/-
شمارہ دسمبر	1988	390/-
شمارہ جنوری	1989	390/-
شمارہ فروری	1989	390/-
شمارہ مارچ	1989	390/-
شمارہ اپریل	1989	450/-
شمارہ مئی	1989	390/-
شمارہ جون	1989	390/-
شمارہ جولائی	1989	390/-
شمارہ اگست	1989	450/-
شمارہ ستمبر	1989	450/-
شمارہ اکتوبر	1989	450/-

The Doomsday Deception
باطل قیامت کا انگریزی ترجمہ
Rs 2790

خاص نمبر
پہلے ایڈیشنز کے نئے پرنٹ اور یجنل سرورق، اشتہارات اور بچوں کے خطوط کے ساتھ

پہلا مشترکہ کارنامہ	خون کا سمندر	650/-
2	ملاشا کا زلزلہ	990/-
4	شیطان کے پجاری	650/-
6	جھیل کی موت	1780/-
7	سلاٹر کی واپسی	860/-
10	جزیرے کا سمندر	690/-
11	پُرخوف فتنہ	710/-
12	بگ باس	2190/-
13	پھانسی گھر	690/-
15	ژابنائے مہم	1790/-
16	سی مون کی واپسی	1990/-
17	باطل قیامت	1390/-
18	سنہری چٹان	1700/-
19	فتنے کی چوری	750/-
20	جی موف + سی مون	1200/-
21	سمندر کا دروازہ	1290/-
22	دشمن چٹانیں	1090/-
23	ثبوت کی تلاش	1190/-
24	دفن شدہ شہر	1990/-
26	منصوبے کا اغوا	1390/-
27	یوڈا پر حملہ	1820/-
28	اغوا کی ملکہ	1590/-
29	جیکان کی واپسی	1890/-
30	برف کے اس پار	1790/-
31	دلدل کا سمندر	1790/-
32	قیامت کے باغی	1790/-
33	دائرے کا سمندر	3290/-
34	جیرال	1090/-
35	ابطال	1190/-
36	جیرال + ابطال	1290/-
37	جاف کا جال	1190/-
38	دنیا کے اس پار	1590/-
39	سونے کا جہاز	1790/-
40	خزانے کی روح	1790/-
41	راموشا کا فتنہ	1250/-
43	بلیک ہول	2390/-
44	غار کا سمندر	1990/-
45	حیرت کا سمندر	1790/-
46	باس کا نام	2190/-
47	روٹان تین	1990/-
49	دوسری دنیا کا انسان	1990/-
50	بگران کا جال	1590/-
51	بے دل انسان	1990/-
52	آخری سمندر	1490/-
55 56 57	سازش کا اژدھا	870/-
58	خزانے کا طوفان	1150/-
59	غلامی کا سمندر	500/-
60	بٹوما کے شیطان	690/-
62	پہاڑ کا سمندر	850/-
63	روبوٹ کی لاش	540/-
64	بادلوں کے اس پار	1260/-
آخری خاص نمبر	فائل کا انتقام	700/-
ناول نمبر 227 230	خطرناک دس	1200/-

اشتیاق احمد۔ شخصیت و فن
تحقیق: فاروق احمد
250/-

گھر پر منگوانے کیلئے

فون
021-35050786
0300-2472238
واٹس ایپ میسج
0348-2568546

www.facebook.com/InspectorJamshed
www.atlantispublications.com.pk

بچوں کی دیگر کہانیاں/ناول
سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور جاسوسی سے بھرپور

آٹھ سے اٹھارہ سال کے لڑکے اور لڑکیوں کے لیے

العاصفہ	1190/-
مشن روہتاس	320/-
خفیہ جزیرہ	250/-
طوفانی جزیرہ	190/-
ٹائم مشین	690/-
ہونہار سراغرساں	200/-
جنگلستان	690/-
گوگلی	490/-

اردو رواں ریڈرز نرسری کے بچوں کے لیے

گدھے کی حجامت	160/-
حاجی بغلول	160/-
رستم اور سہراب	160/-
الٰہ دین کا چراغ	160/-
حاتم طائی	160/-
گل بکاؤلی	160/-
خواجہ سگ پرست	160/-
اردو کی پہلی کتاب	240/-

ماہنامہ تعلیم و تربیت
50 سال پرانے شمارے نئے پرنٹ میں

فروری 1962 سے اپریل 1978
فی شمارہ 390/-

بچوں کا کلاسیکی ادب
100 سال پرانی کہانیاں

دلپسند کہانیاں	390/-
دلچسپ کہانیاں	390/-
بادشاہوں کی کہانیاں	340/-
سند باد جہازی	340/-
تغ ملا	220/-
بگلا بھگت	160/-
چچا چھکن	390/-
مشرقی پاکستان کی کہانیاں	240/-
بندر ناچا، ناچی چڑیا	290/-
آسان کہانیاں	340/-
بتیسی	390/-
پھول	490/-
گود کے بچوں کی کہانیاں	290/-
گدھے نے بجائی بانسری	490/-
نیمو کیمو	390/-
بونے اور موچی	290/-
پانچ کم تیس	390/-
آؤ بچو سنو کہانی	340/-
ننھی تصویری کہانیاں	390/-
بی سیدانی/پرنانی	240/-
ماشینکا اور بھالو	390/-
سوتی شہزادی	390/-
تین بھالو	390/-

بچوں کی عمران سیریز
مصنف: محمود خاور

ساتھی	310/-
کام چور	310/-
ماموں اچھن	310/-
انوکھا دوست	310/-
عمران پر کیا گزری	310/-
ہم کون ہیں	310/-
بُرے پھنسے	310/-
وہ کیا ہے	310/-
ادھر مت جانا	310/-
خطرناک سازش	310/-
سلیمان کا کارنامہ	310/-
بیچارہ پاگل خاص نمبر	350/-
انوکھا بوڑھا	310/-
اب کیا ہوگا	310/-
مارے گئے	310/-
ایک سے بڑھ کر ایک	310/-
چاچا خیر دین	310/-

بچوں کی عمران سیریز مکمل سیٹ 5310 روپے

ہمت کا پہاڑ ۴۷

راوی: سیہان انعام اللہ خان مرحوم

تحریر: رشید احمد منیب

میں نے مارشل آرٹ کے شوق میں دنیا گھوم رکھی ہے۔ مشرقی ایشیا، یورپ اور امریکا تک جا چکا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا میں ایک بڑی جنگ کی تیاری ہو رہی ہے۔ قوت اور غلبے کے لیے مہارتوں پر توجہ دی جا رہی ہے۔ لوگ جنگ کے نت نئے طریقے سیکھ رہے ہیں۔ نئی ٹیکنیک ایجاد ہو رہی ہیں لیکن مسلمانوں کو کچھ ہوش نہیں ہے۔

ایک مرتبہ میں اپنے استاد پیٹر چانگ سے ملنے سنگاپور گیا ہوا تھا۔ ایک تربیتی کورس بھی تھا۔ میرا قیام ایک ہوٹل میں تھا۔ پیٹر چانگ نے مجھے بتایا کہ ان کا ایک بیٹا خصوصی فورس میں میجر کے عہدے پر ہے اور آج کل اسرائیل سے ایک خصوصی ٹیم یہاں تربیت دینے آئی ہوئی ہے۔ میرے بیٹے نے مجھے تربیت دیکھنے کی دعوت دی ہے۔ تم بھی ساتھ چلو۔ کوئی پوچھے گا تو میں کہہ دوں گا کہ یہ میرا مہمان ہے۔

اگر پیٹ چانگ نہ کہتے تو بھی میں خود ہی سے یہ فرمائش کر دیتا۔ اب میرا کام آسان ہو گیا تھا۔ میں اُن کے ساتھ چلا گیا۔ جس سینٹر میں ٹریننگ دی جا رہی تھی، اس کے پھاٹک پر کچھ خصوصی اہل کار موجود تھے جو آنے والوں کی مکمل شناخت وغیرہ معلوم کر رہے تھے۔ انھوں نے پیٹر چانگ کو روک لیا۔ وہ کہنے لگے: ''آج سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہاں سب لوگ مجھے جانتے ہی ہیں۔''

اس نے معذرت کی اور کہا کہ آج آرڈر کافی سخت ہیں۔''

سنگاپور کے اسرائیل کے ساتھ کافی روابط ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسرائیلی ٹیم کی وجہ سے یہ آرڈر کیے گئے ہیں۔ گیٹ پر موجود اہل کاروں نے ہمارے شناختی کارڈ وصول کیے اور اندر لے گئے۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آئے اور کہنے لگے کہ آپ تو اندر جا سکتے ہیں لیکن آپ کے مہمان نہیں جا سکتے۔''

پیٹر چانگ نے کہا یہ نہیں جائے گا تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔ یہ میرا شاگرد بھی ہے اور مہمان بھی ہے۔''

یہ سن کر ایک اہل کار اندر چلا گیا اور کچھ ہی دیر بعد اس کے ساتھ ایک گورا افسر جو شاید اسرائیلی تھا، باہر آیا۔ اس نے کہا:

''سر! آپ ہمارے لیے بہت قابلِ احترام ہیں۔ اس لیے آپ تو آیئے لیکن آپ کے ساتھ جو صاحب ہیں یہ صرف پاکستانی ہی نہیں بلکہ پاک فوج کے خاص بندے ہیں۔ یہ ایس، ایس، جی کے کمانڈو ہیں اور انھیں ٹریننگ بھی دیتے رہے ہیں۔ اس لیے انھیں ہم کسی صورت اندر نہیں آنے دیں گے۔''

یہ بات تو میں نے بھی کبھی پیٹر چانگ کو نہیں بتائی تھی۔ وہ سن کر حیران رہ گئے اور خاموشی سے اندر چلے گئے۔ میں باہر ایک پارک میں اُن کا انتظار کرتا رہا۔ وہ واپس آئے تو خاموش خاموش سے تھے۔ میں نے اُن سے کہا: ''سر! یہ لوگ بھی کیسے پاگل ہیں۔ مجھے پاک آرمی کا کمانڈو بنا دیا۔ میں کمانڈو ہوتا تو مجھے یہاں کون آنے دیتا؟''

وہ کہنے لگے: واقعی! کمانڈو کو اس طرح کون دوسرے ملک میں آنے دیتا ہے، لیکن یہ تمھیں کیوں ایسا کہہ رہے ہیں؟''

میں نے جواب دیا، ہوسکتا ہے کوئی اور انعام اللہ خان ہو یا اسرائیلی چونکہ پاکستان سے چڑتے ہیں، اس لیے انھوں نے ایسا کیا ہو۔''

پیٹر چانگ کو یہ بات سمجھ میں آ گئی۔ کہنے لگے کہ واقعی اسرائیلی تمھارے ملک سے بہت چڑتے ہیں۔

''اس کی کیا وجہ ہے؟'' میں نے کہا۔

''شاید ہم نے ترکوں کا ساتھ دیا تھا تو یہی وجہ ہوگی۔''

پیٹر چانگ نے یہ سن کر سر ہلا دیا۔ میں انھیں مزید کیا بتاتا لیکن میں سوچتا رہا کہ دشمن کی نظریں کہاں کہاں تک پہنچی ہوئی ہیں اور ہم ابھی تک ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے سے باز نہیں آ رہے۔ مسلمانوں کو صرف پیسہ کمانے کی فکر ہی رہ گئی ہے۔ پیسے سے کیا کرنا ہے؟ اس سوال کا جواب ہر قوم کے پاس الگ الگ ہے۔ پختون بھائیوں کی اکثریت اپنا پیسہ گوشت، روٹی، نشے، دوسری شادی اور دشمنیوں پر لٹا دیتے ہیں۔ پنجابی بھائیوں کی اکثریت اپنا پیسہ شادیوں، دعوتوں، ڈگریوں اور اچھا گھر بنانے میں لگا دیتے ہیں۔ بہت سارا پیسہ مقدمہ بازیوں اور اسپتالوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ بلوچ اور سندھی بھائیوں کی اکثریت غریب ہے اور جن کے پاس پیسہ ہے، انھوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ پیسہ اللوں تللوں کے سوا خرچ نہیں کرنا۔ اردو بولنے والے اور میمن برادران اپنی تجارت اور کاروبار کو بس بڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ پیسے کو لوگ اپنی اولاد کی تربیت پر خرچ نہیں کرتے۔ اپنے بچوں کو ہنر سکھانے پر توجہ نہیں دیتے۔ پیسہ صحت بنانے پر خرچ نہیں کیا جاتا لیکن بیماریوں کے علاج کے نام پر ڈاکٹروں کو دیتے رہتے ہیں۔ جن نوجوانوں کو جان بنانے کا کچھ شوق چڑھتا بھی ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ باڈی بلڈنگ شروع کر دیتے ہیں۔ اگر مشینوں کے ذریعے ہی باڈی بلڈنگ کی جائے اور خوامخواہ جسم کی نمائش نہ کی جائے تو بھی اتنا مسئلہ نہیں ہے لیکن جن نوجوانوں کے پاس پیسہ ہوتا ہے تو باڈی بلڈنگ کے چکر میں کیپسول، سیرپ اور سپلی منٹ کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ وقت پیسہ اور توانائی بس اس لیے خرچ کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ دوسروں کو اچھے نظر آئیں۔ اسی چکر میں وہ نفسیاتی ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت جسم کی سجاوٹ میں لگے رہتے ہیں یا پھر مایوس ہو کر صحت کو بگاڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک مسلمان کو صحت مند اور توانا ہونا چاہیے اور اسے مستعد اور جفاکش نظر بھی آنا چاہیے لیکن اِن باتوں کا جسمانی سجاوٹ یا باڈی بلڈنگ سے کیا تعلق ہے؟ مشینوں کے بغیر ورزشیں زیادہ فائدہ مند ہوتی ہیں۔ جسم کو مضبوط اور طاقت ور بنانے کے لیے مارشل آرٹ کے ساتھ ہلکی پھلکی باڈی بلڈنگ چل سکتی ہے لیکن زیادہ وزن اٹھا لینا ایسا کوئی کمال نہیں جس پر فخر کیا جائے۔ وزن تو گدھا بھی اٹھا لیتا ہے۔ اس پر گدھے کی تعریف کون کرتا ہے؟ تعریف ہمیشہ شیر کی ہوتی ہے۔ بھیڑیے کی یا چیتے کی ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہ شکار کرتے ہیں، لڑتے ہیں۔ اپنی ہمت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لوگ نیولے کی تعریف کرتے ہیں کیوں کہ وہ سانپ سے بھڑ جاتا ہے۔ اور ہاں! صرف لڑنا اور بھڑ جانا بھی ہرگز کوئی کمال نہیں ہے۔ اصل بات ہے سچائی کے لیے لڑنا، حق پر ڈٹ جانا، مزاحمت کرنا، بزدلی دکھانے کی بجائے ہمت نہ ہارنا۔

جس طرح لوگ زیادہ وزن اٹھا کر اپنی طاقت دکھاتے ہیں اسی طرح پنجہ لڑا کر بھی مردانگی ثابت کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اس پر فخر کرتے ہیں کہ ان کا ڈیل ڈول بہت ہے۔ ایسے بہت سے لوگوں کا وزن اُن کی باڈی کی طاقت سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ایسا

ہی جیسا کہ سوزوکی کے انجن اور ٹائروں پر مزدا بس کا ڈھانچہ لگا کر اس پر وزن ڈال دیا جائے۔ یہ کام کوئی کرے تو سب اس کو بے وقوف کہیں گے لیکن جو وزن بڑھا رہا ہے اسے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ لوگ وزن کم کرنے کی بجائے مزید کھاتے رہتے ہیں۔ اس پر فخر کرتے ہیں کہ وہ اتنا زیادہ کھاتے ہیں۔ زیادہ کھانا ایک ہنسی مذاق یا دل لگی کی بات تو ہو سکتی ہے لیکن اس میں بڑائی کی کون سی بات ہے؟ میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو اِس پر اتراتے ہیں کہ اُن کا قد کافی بڑا ہے۔ ان کی باڈی بہت پھیلی ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ کسی کی باڈی اچھی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس میں ہمت بھی ہے، وہ بہادر بھی ہے اور وہ برے وقت میں اچھا دوست بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ سیدھی سادی سی باتیں ہیں۔ آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہیں لیکن میں دیکھتا رہتا ہوں کہ لوگ ان پر توجہ ہی نہیں دیتے۔ بچے موٹے ہو رہے ہیں۔ ان کا وزن بڑھتا جا رہا ہے، وہ پیٹو ہو گئے ہیں، سست اور کام چور ہیں لیکن والدین کو فکر نہیں ہے۔ اُن کی تربیت کے لیے نہ وقت ہے نہ ہی پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر کہو کہ ان کے لیے کوئی اچھا استاد تلاش کر لیں، جو پیسہ اللہ رب العزت نے دیا ہے اس کے ذریعے اپنے بچوں کی ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی تربیت کر لیں تو سمجھتے ہیں ان کے ساتھ کوئی دشمنی کر دی ہے۔ کوئی احمقانہ مشورہ دیا جا رہا ہے۔

(جاری ہے)

بھوک کی قیمت

مرسلہ: قمر ناز دہلوی

ولی عہد دکن میر عثمان علی خاں کی عمر اس وقت چھے سال تھی۔ وہ اپنے والد نظام حیدر آباد دکن میر محبوب علی خان کے ساتھ بازار میں کھڑے محرم کا جلوس دیکھ رہے تھے۔ ان کے ساتھ یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد کے علاوہ دیگر اراکین سلطنت اور درباری بھی موجود تھے۔ قریب ہی ایک غریب سا پانچ سال کا بچہ بھی بلبل لیے کھڑا تھا۔ میر عثمان علی خاں نے بلبل دیکھتے ہی اپنے جلیل المرتبت والد سے فرمائش کی کہ یہ پرندہ ہمیں دے دیجیے۔

چنانچہ نظام نے اس لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور اس سے بلبل مانگا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نظام نے اسے ایک سو روپے کا لالچ دیا۔ مگر بچہ پھر بھی نہ مانا۔ نظام نے اس کی قیمت دوگنی یعنی دو سو روپے کر دی۔ لیکن وہ بچہ اسے فروخت کرنے پر تیار نہ ہوا۔ آخر بڑھتے بڑھتے یہ سودا دس ہزار روپے کی گراں قدر رقم تک جا پہنچا۔ مگر اس غریب بچے نے جس کے دل میں دس ہزار تو کجا، دنیا کی بادشاہت بھی ہیچ تھی۔ اس خطیر رقم کے عوض بھی اس مشت بال و پر (بلبل) سے جدائی پسند نہ کی۔

عجیب لمحہ تھا۔ ادھر ولی عہد سلطنت کی دل شکنی کا خیال۔ ادھر رغبت کے ایک معمولی فرد کے دلی جذبات کا احترام پیش نظر۔ سرکار نظام ابھی اسی کشمکش میں تھے کہ مہاراجہ کشن پرشاد آگے بڑھے اور نہایت ادب و احترام سے عرض کیا:

''سرکار یہ کم سمجھ بچہ دس ہزار روپے کی قیمت کیا جانے۔ اس کو کوئی کھانے کی چیز دکھائی جائے تو شاید یہ غریب بچہ مان جائے گا۔'' یہ کہہ کر پرشاد نے ایک ڈبے سے بسکٹ نکال کر خود کھانا شروع کر دیا۔ بچہ انہیں بسکٹ کھاتا دیکھ رہا تھا اور پپڑی زدہ ہونٹ پر اپنی زبان پھیرنے لگا۔ کیونکہ اس کے گھر میں تین دن سے کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ مہاراجہ نے بچے کی یہ حالت دیکھ کر اس سے پوچھا۔

''کیا تم بسکٹ لو گے؟''

ننھے بچے نے رکتے رکتے نہایت آہستہ اور شرمیلی آواز میں اپنا سر ہلا کر کہا۔ ''ہاں۔''

بس مہاراجہ جیسے ایک سرد و گرم چشیدہ وزیر اپنی خداداد ذہانت کے باعث ایک ایسے مسئلہ کو حل کر چکا تھا جسے حل کرنے کے لیے ''قاضی الحاجات کا ناخن تدبیر بھی عاجز تھا۔''

دوسرے لمحے میں مہاراجہ نے بچے سے کہا:

''بہت اچھا، اگر تمھیں بسکٹ لینا ہے تو یہ بلبل ہمیں دے دو۔''

ننھے بچے نے پیار کی نظروں سے بلبل کی چمکتی ہوئی آنکھوں اور خوبصورت پروں کو دیکھ کر اپنی دل کی دھڑکن کا بھی جائزہ لیا اور پھر نگاہ اٹھا کر مہاراجہ کشن پرشاد کے ہاتھ کی طرف دیکھا جس کی دو انگلیوں کی گرفت میں ایک لذیذ بسکٹ تھا۔ بچہ کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ ذہنی کشمکش اور عزیز پرندہ کی جدائی کے خیال نے غیر محسوس طور پر اس کی پلکیں نمدار کر دیں اور ایک قدم آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے بسکٹ لیا اور لرزتے ہوئے ہونٹوں سے لگا کر دوسرا ہاتھ

جس پر بلبل تھا۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد کی طرف بڑھا دیا۔ مہاراجہ نے بچے سے وہ بلبل لے کر ولی عہد سلطنت میر عثمان علی خان کے حوالے کر دی۔ بلبل پا کر ولی عہد بہت خوش تھا۔ بچہ بسکٹ کھا رہا تھا، مگر اس کی آنکھیں میر عثمان علی خاں کے ہاتھ اور ان کے ہشاش بشاش چہرے کو بڑی حیرت سے تک رہی تھیں۔ معاملہ ختم تھا کیونکہ قیمت ادا کر کے مطلوبہ جنس خریدی جا چکی تھی۔ مگر حضور نظام کو رہ رہ کے بھولے بچے کا خیال آ رہا تھا۔

آخر اپنی ضرب المثال فیاضی اور فطری رحم دلی سے مجبور ہو کر سرکار نظام نے سپاہیوں کے ہاتھ بسکٹوں کے دس ڈبے اور دس ہزار روپے نقد اس بچے کے گھر بھجوا دیا۔ جس کے مفلس والدین اعلیٰ حضرت کے ایک حکم سے آن کی آن میں دنیا کی فکر سے آزاد ہو گئے۔

یہ سچ ہے کہ بھوک اور مفلسی انسان کو اس قدر بے بس کر دیتی ہے کہ اسے مجبوراً اپنی عزیز ترین شے سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔

☆☆☆

پریشان ہونا چھوڑو!

ماہر (سکلڈ) علماء کے پاس ہے
آپکی تمام مشکلات کا حل

کیا آپ آن لائن ٹیچنگ کرتے ہیں؟

کیا آپ اکیڈمی لانچ کرنا چاہتے ہیں؟

کیا آپ انتظامی مشکلات کا شکار ہیں؟

کیا آپ ناتجربہ کاری سے پریشان ہیں؟

کیا آپ کے پاس سٹوڈنٹس کی شدید کمی ہے؟

تو ماہر (سکلڈ) علماء کی ٹیم ہر مشکل میں آپ کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

سکلڈ علماء

تمام مسائل کے یقینی حل کے لئے ابھی صرف ایک کال کیجئے۔

0320-0002047

Web: www.skilledulama.com

اشاعت دین کے ساتھ ساتھ معاشی فکروں سے بھی نجات حاصل کیجئے۔

میری صبح میری شام

- چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو مسنون دعائیں یاد کروانے کے لیے ایک بہترین کتاب
- روزمرہ کی مسنون دعائیں رنگارنگ مناظر کے ساتھ بچوں کی دل چسپی کا ذریعہ ہیں
- مسنون دعائیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ذریعہ ہیں
- صبح وشام کی مسنون دعاؤں سے مزین ایک خوب صورت گلدستہ
- مستند حوالوں کے ساتھ جمع کی گئی دعائیں

پسند فرمودہ: اِشتیاق احمد

مسلمان بچوں کے شب وروز

- موقع، محل کے اعتبار سے ضروری مسنون دعاؤں پر مشتمل ایک خوب صورت کتاب
- بچوں کی روزمرہ زندگی سے متعلق کہانی کے انداز میں اہم اسلامی آداب اور دعائیں
- بچوں کے شب وروز کو منظم کرنے اور شروع ہی سے انھیں وقت کا پابند بنانے کے لیے
- خود بھی یاد کیجیے اور اپنے بچوں کو بھی یاد کروانے کا اہتمام کیجیے

بیتُ العِلم (الوقف)

خود بھی مطالعہ کیجیے اور متعلقین کو تحفے میں دے کر کتاب دوست بنائیے۔

کراچی، سندھ +92-309-2228082/89/94 لاہور، پنجاب +92-306-0142297 خیبر پختون خوا +92-309-2228078 بلوچستان +92-309-2228084

برائے تجاویز +92-322-2583196 گھر پر منگوانے کے لیے maktababaitulilm www.mbi.com.pk

(خصوصی طور پر بچوں کا اسلام کے نوعمر قارئین کے لیے سہل اور عام فہم انداز میں تلخیص کیا گیا!)

141

میرِ حجاز

اختر حسین عزمی

’’محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں نے شام کی تجارتی شاہراہ ہمارے لیے دشوار تر بنادی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اُن سے کیسے نبٹیں؟‘‘

صفوان بن اُمیّہ جسے قریش کی طرف سے اس سال ملک شام جانے والے تجارتی قافلے کا سربراہ مقرر کیا گیا تھا، قریش سے کہہ رہا تھا۔

’’مسلمانوں کے چھاپہ مار دستے ساحلی علاقے میں ہر وقت گشت کرتے رہتے ہیں اور ساحلی پٹی کے قبائل نے بھی ان سے مصالحت کرلی ہے اور بعض نے تو ان کا دین بھی اختیار کرلیا ہے۔ اگر ہم گھروں میں ہی بیٹھ رہے تو اپنا اصل مال بھی کھا جائیں گے اور کچھ باقی نہ بچے گا۔‘‘

قریش جنگ بدر کے بعد سے صدمے اور اضطراب میں مبتلا تو تھے ہی مگر جب موسم گرما کے تجارتی سفر کا وقت آن پہنچا تو انھیں پھر وہی فکر دامن گیر ہوئی جو پچھلے سال کے قافلے کے بارے میں ہوئی تھی۔ ان کی جھنجھلاہٹ دوچند ہوگئی تھی۔

’’تم ساحل کا راستہ چھوڑ کر عراق کے راستے شام کا سفر کرو۔‘‘

بوڑھے اَسود بن مُطلب نے رائے دی۔ یہ گزرگاہ نجد سے ہوکر عراقی سرحد کے ساتھ ساتھ اور مدینہ کے مشرق میں خاصے فاصلے سے گزرتی تھی۔

’’وہ راستہ بہت لمبا ہے اور قریش اس کے صحرائی علاقوں سے واقف بھی نہیں ہیں۔‘‘ صفوان نے کہا۔

’’اس کا ایک حل ہے، وہ یہ کہ قبیلہ بکر بن وایل کے فرات بن حیان کو راستہ کی رہنمائی کے لیے اُجرت پر رکھ لیا جائے۔ وہ ان تمام علاقوں کا بھیدی ہے۔‘‘

سردارانِ قریش نے اسود کی تجویز کو قبول کرلیا۔

قریش کی تجارتی سرگرمی کے لیے مفید تو یہ تھا کہ وہ ریاست مدینہ کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھاتے لیکن پندارِ نفس کے یہ غلام اس رُخ سے تو سوچنے کے لیے تیار ہی نہ تھے۔

تجارتی قافلے کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ سامان تجارت میں زیادہ تر چمڑے کی مصنوعات، زیورات، ظروف اور دیگر اشیاء تھیں جن کی مالیت ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھی۔

☆☆

’’تم مسلمان کیا سمجھتے ہو کہ قریش کا ساحلی راستہ روک کر ان کی تجارت بند کردو گے؟ وہ کسی اور راستے سے شام چلے جائیں گے۔‘‘ قبیلہ اشجع کے مشرک سردار نعیم بن مسعود نے مے نوشی کی محفل میں جام اٹھاتے ہوئے کہا۔

’’اور کون سا راستہ ہے شام جانے کا؟‘‘

شریک محفل مسلمان سُلَیط بن نعمان نے سوال کیا۔

’’براستہ نجد وعراق۔‘‘ یہ کہتے ہوئے نعیم بن مسعود نے قہقہہ لگایا۔

’’اتنا لمبا اور قریش کے لیے اجنبی راستہ۔ قریش کبھی اُدھر جانے کی غلطی نہیں کریں گے۔‘‘ سُلَیط نے نعیم سے معلومات اُگلوانا چاہیں۔

’’جب بنوبکر کے فرات بن حیان جیسا راہبر ساتھ موجود ہو تو کوئی صحرائی اور پہاڑی راستہ اجنبی نہیں رہتا۔‘‘

’’لگتا ہے آج نشہ زیادہ ہی چڑھ گیا ہے جو انہونی گپ ہانک رہے ہو؟‘‘ سُلیط کو اس کی گفتگو سے دلچسپی ہوگئی تھی، اس نے بات کو یقینی بنانے کے لیے یہ بات کہی تھی۔

’’گپ نہیں ہانک رہا۔ میں قریش کی اس مجلس میں موجود تھا جس میں یہ فیصلہ ہوا اور اب تو چند دن میں وہ قافلہ نجد پہنچ جائے گا۔‘‘

سُلَیط نے جب نعیم سے قافلے اور اس کے سفر کے منصوبے کی تمام تفصیلات حاصل کرلیں تو وہ بڑی برق رفتاری سے بارگاہِ نبوی میں پہنچے اور تجارتی قافلے کی تمام تفصیل کہہ سنائی۔ تاجدارِ مدینہؐ نے فوراً حملے کے لیے زیدؓ بن حارثہ کی کمان میں ایک سو سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کردیا۔ قریش کا قافلہ قردہ نامی چشمے پر پڑاؤ ڈالنے کے لیے اتر رہا تھا کہ اچانک ایسی یلغار ہوئی کہ صفوان بن اُمیّہ اور اس کے ساتھیوں کو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کریں۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ حملہ مسلمانوں نے کیا ہے تو وہ اتنے خوفزدہ ہوئے کہ صفوان اور قافلے کے محافظین کو بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

مسلمانوں نے قافلے کے رہنما فرات بن حیان اور مزید دو آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ چاندی کے زیورات اور برتن بڑی مقدار میں بطور غنیمت ہاتھ آئے۔ مدینہ پہنچ کر فرات بن حیان نے نبی اکرمؐ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کرلیا۔

آبائی مذہب کے لیے قریش کی حمیت وعصبیت اب حاسدانہ جھنجلاہٹ میں تبدیل ہوتی جارہی تھی۔ مکے کے چند نادار اور کمزور مہاجرین یثرب کے کاشتکاروں کے ساتھ مل کر قریش کی بالادستی کو چیلنج کر رہے تھے، وہ برتری جسے عرب کا بڑے سے بڑا اور طاقتور قبیلہ بھی چیلنج کرنے کا تصور نہ کرسکتا، اس بالادستی کے شیش محل کو مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے چکنا چور کردیا تھا اور اب قریش کی معاشی شہ رگ کے اوپر انھوں نے اپنا انگوٹھا رکھ دیا تھا۔ صرف شام کی شاہراہ ہی نہیں، نجد وعراق سے شام جانے کا کٹھن اور لمبا راستہ بھی مسلمانوں کی دور بین نگاہوں کی زد میں تھا اور حد تو یہ کہ آبائی دین کے پجاری قبائل بھی مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کرتے جارہے تھے۔ ایک موہوم سا خطرہ اب ایک خوفناک حقیقت بن کر قریش کے اعصاب پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔ قریش نے مسلمانوں کی مخالفت کا جو آغاز آبائی دین کی عصبیت کی بنا پر کیا تھا، اب وہ مخالفت بھوک کے خوف کے زیرِ اثر آتی جارہی تھی۔ اشرافِ قریش کے قتل کے صدمے سے وہ ابھی باہر نہیں آئے تھے کہ ابوسفیان کی غزوۂ سویق میں ناکامی اور نجد کے راستے سے جانے والے تجارتی قافلے کے قیمتی اموال سے محرومی کے باعث تجارتی بدحالی اور بھوک کے خوف نے ان کے اعصاب کو چاٹنا شروع کردیا تھا۔

ایک طرف ان کی تجارت داؤ پر لگی ہوئی تھی تو دوسری طرف وہ آمدن بھی خطرے کی زد میں تھی جو کعبہ کے مجاور ہونے کی حیثیت سے انھیں نذرانوں کی صورت حاصل ہوتی تھی۔ جزیرہ عرب کے اکثر باشندے بت پرست تھے اور خانہ کعبہ مرکزی بت کدہ بنا ہوا تھا جس میں تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے۔ اس شکست نے قریش کی سیاسی سطوت میں ہی شگاف نہیں ڈالے تھے بلکہ بتوں کی خدائی کے عقیدے پر بھی ضرب کاری لگائی تھی کہ بتوں کے بارے میں اگر لوگوں کا عقیدہ متزلزل ہوگیا تو وہ لوگ پہلے کی طرح ان کی راہ میں آنکھیں نہیں بچھائیں گے اور قیمتی نذرانے آنے بھی بند ہوجائیں گے۔

تجارتی کاروانوں اور بتوں کے نذرانوں کا یہ سلسلہ بند ہوگیا تو مکے کی ’’وادیٔ غیر ذی ذرع‘‘ میں ان کی زندگی اجیرن ہوجائے گی۔

جاری ہے

اشتیاق احمد ریڈرز کلب

-/6000 روپے کی بڑی بچت

اشتیاق احمد کے چاہنے والوں کے لیے زبردست خوش خبری

اب آپ کے پسندیدہ مصنف کے ناول اور کتابیں ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوا کریں گی۔

کلب کا مقصد بچوں کی تعلیم وتربیت اور تفریح کے لیے لکھی گئی اشتیاق احمد کی تحریروں کو بچوں تک پہنچانا ہے۔ ہر مہینے اشتیاق احمد کے **3** جاسوسی ناول، کہانیوں پر مشتمل **1** کتاب، اور **1** اسلامی کتاب شائع کی جائے گی۔ یعنی یوں ہر ماہ کل تین ناول اور دو کتابوں سمیت اشتیاق احمد کی **5** تصنیفات شائع کی جائیں گی۔

اشتیاق احمد کے جاسوسی ناول: یہ ناول انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا، اور شوکی سیریز کے ہوں گے جو تقریباً برسوں پہلے صرف ایک ہی مرتبہ شائع ہوئے تھے اور پھر دوبارہ کبھی شائع نہ ہوسکے۔ وہ نایاب ناول ہیں تو بہت پرانے، لیکن اپنے شاندار موضوعات، اچھوتے اور منفرد آئیڈیاز، اور بہترین کہانیوں کی وجہ سے آج تک تروتازہ ہیں۔ پڑھتے ہوئے آپ محسوس کریں گے جیسے وہ ناول ابھی لکھے گئے ہوں، آپ کو وہ ناول بالکل بھی پرانے نہیں لگیں گے۔

اشتیاق احمد کی کہانیوں کی کتابیں: وہ کہانیاں جو انھوں نے بچوں کے مختلف رسائل میں لکھیں، ہم نے ان رسائل میں بکھرے اس خزانے کو جمع کیا ہے۔ ان کہانیوں کا ایک مجموعہ ہر ماہ شائع کیا جائے گا۔

اشتیاق احمد کی اسلامی کتابیں: مختلف رسائل میں اسلامی موضوعات پر لکھی گئی اشتیاق احمد کی تحریریں، جو ابھی تک کتابی صورت میں شائع نہ ہوسکیں، یا برسوں پہلے شائع ہوئیں اور پھر نایاب ہوگئیں، اُن تحریروں کا ایک مجموعہ ہر مہینے شائع کیا جائے گا۔

اشتیاق احمد ریڈرز کلب ممبرشپ کی شرائط وضوابط

☆ممبرشپ کی مدت چھ مہینے ہوگی (فروری **2025ء** تا جولائی **2025ء**)۔ ☆ممبرشپ بالکل فری ہوگی۔ ☆ہر ماہ شائع ہونے والے **3** ناولوں اور دو کتابوں یعنی **5** تصنیفات کی کل قیمت **1750** روپے ہوگی، لیکن کلب کے ممبران کو یہ **5** کتابیں صرف **750** روپے میں ملیں گی، ہوم ڈیلیوری بالکل فری۔ ☆ہر مہینے **5** تصنیفات کے حساب سے **6** مہینوں میں **30** کتب انتہائی رعایتی قیمت پر دی جائیں گی۔ ان **30** میں سے **18** جاسوسی ناول، کہانیوں پر مشتمل **6** کتابیں، اور **6** اسلامی کتابیں شامل ہوں گی۔

ان **30** تصنیفات کی کل قیمت **10,500** روپے بنتی ہے، لیکن اشتیاق احمد ریڈرز کلب کے ممبران صرف **4500** روپے ادا کرکے ہر ماہ باقاعدگی سے **5** کتابیں گھر بیٹھے حاصل کرتے رہیں گے۔ ایک مرتبہ **4500** روپے ادا کرنے کے بعد آپ کو مزید کچھ ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ ہر ماہ کی **10** تاریخ تک یہ کتابیں ان شاء اللہ آپ کے گھر پہنچ جایا کریں گی۔ یہ خصوصی رعایتی پیکیج صرف ان ممبران کو دیا جائے گا جو **6** ماہ کی **30** کتابوں کی رعایتی قیمت **4500** روپے ایڈوانس میں ادا کریں گے۔

ممبران کے علاوہ دیگر قارئین کو یہ کتابیں **1750** روپے میں ملیں گی۔ ہوم ڈیلیوری بالکل فری۔

نوٹ: یہ آفر صرف پہلے **100** ممبران کے لیے ہے۔ **100** ممبران مکمل ہونے کے بعد ممبرشپ بند کردی جائے گی۔

فروری میں شائع ہونے والی کتابیں اور ناول

① آپ کا مجرم (کہانیوں کا مجموعہ)
② سب سے سچے قصے (بچوں کے لیے قصص القرآن)
③ ہاتھی میں بم (انسپکٹر جمشید سیریز)
④ پراسرار وارداتیں (انسپکٹر کامران مرزا)
⑤ کالی کتاب (شوکی سیریز)

ممبرشپ حاصل کرنے اور دیگر تفصیلات کے لیے ابھی بذریعہ میسیج، کال اور واٹس ایپ رابطہ کیجیے: اشتیاق احمد ریڈرز کلب **0349-4892240**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆☆ کچھ عرصہ پہلے میرے ابو جی نے آپ کو سفرنامہ حرمین بھیجا تھا کچھ خطوط کے ذریعے پوچھتے رہے۔ آمنے سامنے میں اس خط کا جواب شائع کردیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ بچے ہوکر ہم اکثر آپ کی باتوں پر دھیان نہیں دیتے لیکن پھر بھی آپ ہمارے خطوط شائع کرکے بڑے ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہماری لکھائی بالکل نکمی ہے لیکن آپ ہمارے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو سنوار کر کچھ اپنے خوبصورت الفاظ شامل کرکے ہمیں جو خوشی دیتے ہیں آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں اور دوبارہ خط لکھنے پر مجبور ہو جاتی ہوں۔ (منیبہ جاوید۔ احمد آباد، اٹھارہ ہزاری، جھنگ)

ج: اور یہ واحد 'مجبوری' ہے جس کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اس پر مجبور رہیں!

☆ شمارہ ۱۱۵۶ بہت دلچسپ تھا۔ 'سب ضائع جب دل دکھایا' پر اثر کہانی تھی۔ 'میر حجاز' کا سلسلہ بہت زبردست جا رہا ہے۔ 'آیئے دین سیکھیے' اس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ 'بلاعنوان' کہانی کا عنوان میرے خیال سے 'سمندری گھوڑا' ہے۔ 'جذبۂ جہاد' میں قرآن مجید کی آیت کا فائدہ بتایا گیا۔ ایک دن فورٹ منرو میں' ایک دلچسپ سفرنامہ تھا۔ 'تلاوت کلام پاک کا اثر' یہ بھی اچھا لگا۔ 'اہم کون؟' مجھے بہت پسند آئی۔ 'ہر کام کیوں' یہ بھی بہت اچھی لگی۔ 'رب نے در پہ بلا لیا' سفرنامہ بھی بہت اچھا جا رہا ہے۔ (طیبہ عبداللہ۔ القریش کالونی، ملتان)

ج: آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔

☆ شمارہ ایک ۱۱۵۶ سامنے ہے جس پر تبصرہ میں آپ کی خدمت میں حاضر کر رہی ہوں۔ اس شمارے کی سب سے بہترین تحریر 'سب ضائع جب دل دکھایا' لگی۔ اعظم طارق کوہستانی صاحب کی تحریر 'بلاعنوان' بھی پسند آئی۔ میرے خیال میں اس کہانی کا عنوان 'سمندری گھوڑے کی ذہانت' ہوسکتا ہے۔ تحریر 'اہم کون' بھی اچھی لگی۔ 'میر حجاز' ایک بہت ہی مفید سلسلہ ہے جو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔ 'آمنے سامنے' میں مفتی آصف محمود قاسمی صاحب کی جیل میں مجبور و مقہور زندگی کا پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور دوسرے اسیران کو جلد از جلد جیل کی قید سے خلاصی عطا فرمائے۔ (فاطمہ ضیاء۔ القریش کالونی، ملتان)

ج: آمین ثم آمین!

☆ ایک مرتبہ پھر تین شماروں کے ساتھ حاضر ہیں۔ آپ نے پوچھا تھا کہ تین شماروں والا کیا چکر ہے، تو دراصل ہم ایک گاؤں میں رہتے ہیں، تو ہمارے ہاکر چچا چشتیاں شہر سے ہر ہفتے لانے کی بجائے ایک ہی دفعہ تین ہفتوں کے رسالے اکٹھے کرکے لے آتے ہیں۔ خیر ہمیں آپ کی دستک بہت پسند ہے، سب سے پہلے پڑھتے ہیں۔ دستک نے اشتیاق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کردی۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔ جاوید بسام نے کیا خوب کہانی لکھی۔ 'آمنے سامنے' کے تمام خطوط مزے کے تھے۔ 'رب نے در پہ بلا لیا' پڑھ کر بہت مزہ آیا اور بہت ساری معلومات میں اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے، آمین۔ 'میں بوڑھا ہوگیا ہوں' اور 'قصہ ایک سیب کا' یہ دونوں کہانیاں میری چھوٹی بہن نے بھی پڑھی۔ اسے بہت پسند آئی۔ نو سال کی ہے۔ احمد فراز کی کہانی بھی مزے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے جذباتی فیصلے کرنے سے بچائے اور ماں باپ کا فرمانبردار بنائے۔ 'دو باتیں دو سوغاتیں' نے مزہ دوبالا کردیا۔ 'آمنے سامنے' میں میمونہ اعجاز کی خواہش سے میں بھی اتفاق کرتی ہوں۔ شمارہ ۱۱۵۴ کی دستک کے تو کیا ہی کہنے۔ 'مدیر کا خون بچایئے' اپنے لیے قوم کے لیے، یہ بات آپ نے سو فیصد ٹھیک کہی، جس خوبصورت انداز میں آپ نے لکھا، اب ان شاء اللہ کوئی بھی حد سے زیادہ احتیاط نہیں کریں گے، کیوں میرے بہن بھائیو اور چچا کے پیارے بھتیجے بھتیجیو! ٹھیک کہا نا میں نے؟ کیونکہ چچا کے خون کی ایک ایک بوند ہمارے لیے بہت قیمتی ہے، ورنہ ہمارے خطوط کے چٹ پٹے اور مزیدار جواب دستک اور آئینہ گفتار کون لکھے گا؟ ہے نہ پریشانی کی بات......! تو آج سے تمام بہن بھائی زیادہ احتیاط کرنا بند کریں۔ (یسریٰ زبیر)

ج: جی ہاں بالکل، احتیاط کرنا تو واقعی اچھی چیز ہے لیکن ہر چیز کی زیادتی بری ہوتی ہے۔ ویسے آپ کے ہاکر چچا کو ہمارا اسلام کہیے گا۔ بڑی محنت کرتے ہیں وہ چشتیاں شہر سے شمارے لاکر۔

☆ میں 'بچوں کا اسلام' بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ یہ میرا پہلا خط ہے۔ میری باجی خط لکھتی رہتی ہے تو میں نے سوچا کہ چلو ایک خط میں بھی لکھ لوں۔ ویسے بتایا میں نے ہے اور لکھا باجی نے ہے، کیونکہ میری طبیعت بہت خراب ہے۔ چچا میری صحت کے لیے دعا کیا کریں۔ اس کے علاوہ تمام کہانیاں بہت مزے کی تھیں۔ 'میں بوڑھا ہوگیا ہوں' پڑھ کر بہت ہنسی آئی۔ 'اڑتی چڑیا کے پر' بھی بہت پسند آئی۔ 'قصہ ایک سیب کا' جذباتی فیصلہ' خبردار' اور 'آمنے سامنے' کے تمام خط اپنی باجی کا بھی، سب بہت پسند آئے۔ پلیز میرا یہ خط ردی کی ٹوکری سے دور رکھیے گا۔ (یمنیٰ زبیر)

ج: ڈریے مت، ہم نے ردی کی ٹوکری کو آپ کے خط کے پاس بھی پھٹکنے نہ دیا، مگر آپ کا یہ خط ہمیں بہت ہی تاخیر سے ملا۔ لفافہ بھی گل سڑ چکا تھا بے چارا!

☆ آج تک ہم خاموش قاری تھے جب خاموشی توڑی تو ایک عدد خط اور چند ٹوٹی پھوٹی تحریروں کی مختصر سی فوج تیار کرلی، کیونکہ اکیلا خط یا تحریر یا تو راستہ بھٹک جاتا ہے یا اگر آپ کی میز تک پہنچ بھی جائے تو ردی کی ٹوکری کا مقابلہ نہ کرسکنے کی وجہ سے اس کے ظالم پیٹ میں چلا جاتا ہے اور ہم صدیوں تک اس کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر شائع کردیجیے گا اور اگر قابل اشاعت نہیں تو بھی آگاہ کردیجیے گا۔ (صالحہ منیر، زنیرہ کنول، میمونہ مظہر، مرضیہ عائشہ، علیشہ سحر، صفیہ خدا بخش۔ کبیر والا)

ج: بلاشبہ ایک اکیلا خط راستہ بھٹک بھی سکتا ہے اور شاید ردی کی ٹوکری کا مقابلہ بھی نہ کرسکے مگر وہ اندیشہ تب ہے جو اسے ایک بچی لکھے۔ جب بچیوں کی پوری جماعت ایک خط بھیجے گی تو وہ دس پر بھی بھاری ہوگا جیسا کہ ہوا۔ بہرحال بچیوں کی یہ پوری جماعت سدا خوش رہے، آمین!

☆ نجانے کتنی بار میں خط لکھ چکی ہوں لیکن پھاڑ دیتی ہوں۔ مجھے اپنا لکھا ہوا خط خود ہی پسند نہیں آتا۔ خیر اب تو بس عزم مصمم ہے کہ خط ضرور لکھنا ہے۔ ویسے مجھے جس چیز نے خط لکھنے کی تحریک دی وہ ادیب علی کی ایک پرانی تحریر 'اَن پڑھ طلبہ' تھی۔ بہت اچھی لگی ابھی میں نے یہیں تک پڑھی تھی کہ اگر میں وزیراعظم ہوتا تو...... وہیں پر میں نے پڑھنا منقطع کیا اور سوچنے لگی کہ میں وزیراعظم ہوتی تو کیا کرتی۔ یہی خیال آیا کہ کراچی کے گٹروں کے ڈھکن لگوادیتی۔ کراچی کا کوڑا اٹھوادیتی، کراچی میں یہ کرتی، کراچی میں وہ کرتی، کراچی کراچی کرتے خیال آیا کہ پاگل تو میئر کراچی نہیں وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان بن رہی ہے۔ اوہ! ہاں پھر تو میں بس وہی کرتی جو وزیراعظم کرتے ہیں کہ میں کچھ نہ کرتی۔ لیکن ایک کام ضرور کرتی بچوں کا اسلام کے صفحات بڑھوادیتی۔ کم از کم بیس تو ہو جاتے اس طرح میرے ووٹرز میں بھی اضافہ ہو جاتا۔ خیر 'پھلوں کے نرغے میں' بہت اچھی لگی۔ 'ان کے کوچے میں' ہمیں تو بہت بہت پسند آیا۔ کیونکہ یہ ہمارا پہلا سفرنامہ حجاز ہے کیونکہ پہلے میں یہ نہیں پڑھتی تھی۔ مدیر صاحب یہ ہمارا کسی بھی رسالے میں پہلا خط ہے شائع کرکے حوصلہ افزائی کیجیے گا۔ (خنسہ ایمان۔ کبیر والا)

ج: لیجیے شائع کردیا، مگر خط لکھ کر پھاڑا مت کیجیے۔ بس ہمت کرکے بھیج دیا کیجیے۔

☆☆☆

پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ کی

امدادی اپیل

برائے متاثرین

لوئر کرم ایجنسی

بگن وملحقہ علاقے

نقصانات

مکانات	زخمی	شہید
700	50	45
مدارس	**مساجد**	**دکانیں**
5	10	650

املاک مکمل طور پر تباہ اس سنگین صورتحال میں متاثرین کو فوری امداد کی سخت ضرورت ہے۔

پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ نے فوری طور پر امدادی سرگرمیاں شروع کر دی ہیں اور اس وقت متاثرین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے عوامی تعاون کی ضرورت ہے۔
ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس انسانی بحران میں ہماری مدد کریں تاکہ ہم متاثرین کی فوری ضروریات پوری کرسکیں۔

PAK AID WELFARE TRUST
TOGETHER WE CAN MAKE A DIFFERENCE

فوری امدادی ضروریات

گرم ملبوسات
بڑوں کے لیے 3000
بچوں کے لیے 2000
جیکٹ،جرسی،گرم چادر 2500 روپے

تین روزہ میڈیکل کیمپ
2 لاکھ سے 2 لاکھ 50 ہزار روپے

راشن پیکج
ایک خاندان کے لیے 10 دن کا راشن 8000 روپے

مکملل بستر و لحاف
5000 روپے

مساجد ،مدارس اور گھروں کی مرمت
5 لاکھ تا 7 لاکھ روپے

ریڑھی اور سامان
75 ہزار روپے

کیش امداد (فوری مالی امداد)
فی خاندان 5000 روپے

کیبن نما دکانیں (کاروبار کی دوبارہ بحالی کے لیے)
3 لاکھ روپے

اپنا حصہ ڈالیں اور کسی بے بس کی زندگی کو آسان بنائیں !

Bank : **FAYSAL BANK**
Account Title : **Pak Aid Welfare Trust**
A/C Number : **3048301900220720**
Swift Code : **FAYSPKKA**
IBAN Number : **PK28FAYS3048301900220720**

www.pakaid.org.pk | info@pakaid.org.pk | +92300-050 9840 | follow us on | pak aid welfare trust